اچھا کیا؟ امر بالمعروف یا نہی عن المنکر؟

ابراہیم یوسف باوا صاحب رنگونی

بعض حضرات یہ دریافت کرتے ہیں کہ امر بالمعروف (نیکی کا حکم کرنا چاہیے یا نہی عن المنکر (برائی سے روکنا) چاہیے شاید یہ حضرات یوں سمجھتے ہوں گے کہ دو چیزیں جدا جدا ہیں نہیں! امر بالمعروف و نہی عن المنکر یعنی نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا قرآنی حکم اور فرض ہے یہ دونوں لازم و ملزوم کی طرح ہیں، ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ مواقع اور حالات کو مدنظر رکھ کر جس وقت جس کی ضرورت ہو، استعمال کرے۔ یہ نہیں کہ ہر وقت ہر جگہ ہمیشہ امر بالمعروف کے حصّہ کو پکڑے رکھے جیسا کہ مسلمانوں کا ایک طبقہ کرتے اور کہتے ہیں اور جب نہی عن المنکر کرنے کی ضرورت پیش آئے تو اپنے دامن کو بچالے اور گریز کرے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔ دو پہیے والی گاڑی ہے۔ دو پہیے والی گاڑی اسی وقت کار کردگی دکھلائے گی اور سلامت رہے گی جب تک اس کے دونوں پہیے سلامت ہوں اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ایک پہیہ پنچر ہو چکا ہو اور لوگ اس گاڑی کو لنگڑی لولی چلاتے رہیں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ میں ہے (مفہوم) "جب برائی دیکھو تو ہاتھ سے تبدیل کر دو، بدل دو۔ یعنی ہاتھ کی قوّت اور طاقت ہو تو ہاتھ استعمال کر کے اس برائی کو بدل دو، روک دو، تبدیل کر دو یعنی مٹا دو.... اور اگر یہ قدرت قوت اور طاقت نہیں ہے تو زبان سے مٹا دو (ایک حدیث میں ہے کہ ظالم و جابر حاکم کے سامنے حق بات کہنا جہاد اکبر ہے) اور اگر یہ بھی قدرت نہیں تو دل سے تغیر کر دو، مٹا دو یعنی دل میں یہ مصمم ارادہ کر لو اور وقت و موقع کی تلاش میں رہو کہ جب بھی ہاتھ اور زبان کی قدرت حاصل ہو گی، اس برائی کو مٹا دوں گا.... اور یہ ایمان کا ادنیٰ حصّہ ہے" معلوم ہوا کہ جس طرح امر بالمعروف کرنا فرض و لازم ہے اسی طرح نہی عن المنکر بھی فرض و لازم ہے۔ قدرت و طاقت اور وسعت و قوّت رکھتے ہوئے برائی کو نہ روکے، وہ شریعت کی اصطلاح میں ظالم ہوگا اور ظالموں کو قرآنی حکم میں کہا گیا۔ " اور عنقریب ان لوگوں کو معلوم ہو جائے گا جنہوں نے (حقوق اللہ وغیرہ) میں ظلم کر رکھا ہے کہ کیسی جگہ ان کو لوٹ کر جانا ہے،، (بیان القرآن ص۲۵۳) ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اللہ تعالیٰ کسی ایسی نعمت کو جو کسی قوم کو عطاء فرمائی ہو نہیں بدلتے جب تک کہ وہی لوگ اپنے ذاتی اعمال کو نہیں بدل ڈالتے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے اور بڑے جاننے والے ہیں"۔ (بیان القرآن ص۲۲۲) یاد رکھیے۔ جہاں اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بشیر (بشارت دینے والے) بنا کر مبعوث فرمایا وہاں آپ کو نذیر (ڈرانے والے) کا ہتھیار بھی عنایت کہ جب بشیر والے صفت کی ضرورت پڑے تو بشارت دیکر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاوے اور جب ڈرا کر لوگوں کے قلوب میں خدا کا خوف پیدا کرنے کی ضرورت پڑے تو نذیر والے ہتھیار کو استعمال کریں۔ قرآن کریم میں جہاں آپ ﷺ کے بارے میں یہ بتلایا گیا کہ:" آپ رحمۃ اللعلمین بنا کر لوگوں پر مہربانی کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں" (مفہوم الانبیاء ۲۱: ۱۰۷) وہاں اسی قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے کہ "اے نبی ﷺ! آپ کفار اور منافقین سے جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے اور (آخرت میں) ان کا ٹھکانہ جہنم ہے" (التوبہ ۹: ۷۳) اس سے پتہ چلا کہ جس طرح امر بالمعروف ضروری ہے اسی طرح نہی عن المنکر بھی ضروری ہے اس امت کی شان اعتدال کی ہے اس میں افراط و تفریط کی کوئی گنجائش نہیں۔ جب اس امت کے بارے میں یہ کہا گیا کہ کُنتُم خَیرَ اُمّۃ تو اسکی وجہ بیان کرتے ہوئے اوامر و نواہی دونوں کو واضح کیا گیا ہے۔ اگر ان میں سے ایک جزء پر تو اصرار کیا جائے اور دوسرے سے نہ صرف یہ کہ صرف نظر کی جائے بلکہ نہی عن المنکر کرنے والوں کو برا سمجھا جائے تو ظاہر ہے کہ یہ امت خیر امت کے مقام پر فائز نہیں رہ سکتی۔